
REGISTERED No A 785
1929
LUCKNOW
OUDH PUNCH

جلد ۱۴ ۔ نمبر ۱۹

مضامین

۱۰ مئی ۱۹۲۹ء

پہاڑ تباہ و برباد ہو گئے سب مجھ کو کہنا ہے۔ خارج ہو رہا ہو لیا دیکھنے کو تابع۔ پرانی ہے تو واقعات بھی گم ہو گئے

متعلق آرا بیگم بنام امان اللہ خان

سقو خان صاحب۔ اخباری کا غذوں میں تمہارا بیان جو ہم نے دیکھا بس کیا کہوں کیا حال ہوا۔ باقی تم نے ایسی منطق تمہاری سے منطق کی بھول بھلیاں بنا کر بچے بھی آسانی سے نکال لیے دین و دنیا سے سب گئی۔ اب میں سمجھی کہ اسی منطق تمہارا دینے کا نتیجہ شکست کی صورت میں رونما ہوا۔ لیکن وہاں پہونچ کے بعد تمہارے متعلق مضمون آرائی کا طومار ختم ہو جائیگا۔ اور پھر گا ہے گا ہے تمہارا نام اخباری کاغذوں میں عام خبروں کے ساتھ لیا جائیگا۔ ان خبروں میں کوئی اہمیت نہ ہوگی مثلاً فلاں تاریخ فلاں مقام پر روزہ ہوا۔ ڈاکٹر وزن کی ذرے سے کہ آخری دیدار کی بدولت رہا ہے۔ شہریار مغرور معزول بخیریت ہیں مگر معلوم ہوتا ہے کہ زن و شو میں کچھ ان بن ہے۔ پھر حسن کی خسرو بیٹھنے والی مسلمان کا اثر پڑھا جاتا ہے۔ لیکن تمہارے بارے میں چند دنوں بھی یہ آخری تحریر نصیب کا بند اور منقطع کا شعور ارادہ تھا کہ اخباری کاغذوں کی پیشگوئیاں بیٹھی تشکر رہیں اور بیوقت نکھرے ہوں مگر پھر دل نے کہا کہ منطق پر تمہارے بیان کا بڑا اثر پڑیگا اور تمہاری غلط منطق یا منطقی غلطی ممکن ہے کہ رواج پا جائے۔ تمہارا قول ہے کہ

"میری فوجوں کو کہیں بھی شکست نہیں ہوئی۔ غزنی کی لڑائی سخت تھی مگر فوج نے پیچھے قدم نہیں ہٹایا۔"

تم یہ کہتے ہو اور تمہارے ساتھی یہ کہتے ہیں کہ سقاؤ بچہ ہمیشہ ہم پر غالب رہا۔ تمام پیچھے ہٹانے کا علیحدہ شان کچھ اگر فرار ہے تو یہ ثابت ہو گیا ہے کہ قائم ہے۔ کوئی کٹ پٹ کے کھیت رہیے تو بھاگ کھڑا ہوا تو۔ دونوں حالتوں میں دشمن کا فتح ہوا۔ بات پر مر جانے والوں کا نام بہادروں کی فہرست میں لکھ جانے سے تمہیں کوئی کامرانی حاصل نہیں ہوئی۔ اسکے علاوہ تم بہادروں کے سردار تھے۔ اگلے زمانے میں جو سردار اپنی فوج کو مصیبت میں چھوڑ کے نکل بھاگتا تھا وہ عمر بھر دنیا کی نظروں میں حقیر رہتا تھا۔ زمانہ موجودہ کا ذکر نہیں وہ تمہاری طرح سے بلا اپنی غرض کے لیے جہاں اور پیچھے ہٹنے سے خاک اور کھانا دولت کا دستور ہے کسی ناموس کے پیچھے ڈالتا اور یہ ایمان ہے اور تمہیں اختیار ہے جتنا چاہے تمہاری تعریف کریں اپنا دستور اور تمہارا دماغ خود ہی دیکھ لیں۔

"واہ افغانستان کیا خوب بھاگے" آپ کہتا۔ سپاہ گری کے چھ ۳۲ گنتوں میں ایک ان جان کا ناپ ہے۔ اے حضور انقلاب اے بچے کے آرام میں بھاگ میں پھیل پھیلا نہیں جیسا۔ ایسے موقع پر اچھے اچھے بیٹھ گئے ہیں اور کیا اچھا کہ کسی نے بھاگنے نہیں کیا۔ جان نثار کا مقصد ہی تھا کہ حضور کی جان بچ جائے۔ آخر الٹا بلا حضرت کے گردن کٹوا دی اور تمہاری ڈھال پھر کر کیوں رہ جائیں۔

تم کہتے ہو کہ

"میرا مقصد یہ تھا کہ کابل وطن کا عزیز خون دیواروں پر نہ بہے۔ میں جنگ سے بیزار تھی کیونکہ اسی وجہ سے قندھار چلا گیا۔"

دیکھو یہ منطقی غلطی عجیب جب گھبراہٹ میں ہوتی ہے تو اپنا بھاگنا تھا گر شہر چھوڑ کے گئے تو غلطی ہی بات ہے۔ اگر تم بغاوت کو حق پر سمجھتے تو مطلق تھے۔ دشمنوں نے تمہیں گھیر لیا تھا تو خونریزی کا کیا تم پر نہیں تمہارے دشمنوں کی گردن پر تو ہمارا فرض لگ گئے بڑے بھاڑ میں۔ تمہیں اپنا حق ضرور لینا تھا۔ اور پھر بھی حق کے ادھے میں نوازنا چاہئے۔ پھر یہ ہوئے کہ میاں تم گولیاں برکتیں ہو۔ معاف معاف یہ کیوں نہیں کہ کہ جب سے نئے قانون قائم سے دنیا کا سب تو مگر بغاوت پھیلی گھر میں اپنے عزیز میں ساتھ بڑا بھاری وہی یا سرپا کرنے کا محل تھا دولت زبانی جو خرچ کیا اور نکل آنے کا کام نکالنا چاہا۔ میں سمجھتا تھا کہ قانون اور یہ بولا گروالا تھی۔ ہو دوسروں سے جبرا منسوخ پر جھکا کر دے دیکھ جائیگا ہی نکلے گیا۔ دھوکے سے اور میں نظام بتا دے میں قبیلہ کر دیا۔ اور قانون قائم اور بخشا کر دیے تمہیں پشیمان ہوگا۔

جنتی خوشی است کاش بخیل تاش
ہم تم خورشید و ایمن جاش

آخر وہ نکلے نظام نامے شائع کرنے کے بعد وقت تک اور تمہیں حراست میں رکھے جب تک تمہارا جاری کیے ہوئے قانون کی جنبش راکل ہوتی تو دار قید سے باہر نکلتے ہی تمہارا مخالفت کا سر اٹھتا۔ واقعات اور تماشا ہے یہ ہم نے بغاوت کا ہر رخ خوب بھلا پھولا۔ اور پھر بچی نہ کی سو اور تبدیل آمد میدان کی تفصیل ہوتی ہے کہ جس کو دیا۔ تم ہو گئے بے قابو۔ اور دشمن نے رحم کیا اور تمہیں قندھار کی طرف بھاگ جانے دیا۔

تمہارا بیان ہے کہ

"میں نے اپنی فوج کو حکم دے رکھا تھا کہ کسی قبیلے پر حملہ نہ کریں کیونکہ خانہ جنگی برابر جاری رہی اور بغاوت کی آگ تمام ملک میں پھیل گئی۔ اور تمام انقلاب کی ایک غرض

ہوا اور میری لا نفت زمین میں ترو دیا گئی۔ میری تعلیمین رایگان ہو گئیں۔ واقعہ یہ ہے کہ جب تمام ملک تمہارا خلاف ہو گیا تو از خود حکومت سے الگ کر دینا ضرور تھا۔ پیشتر ہی خلاف عقل تھی۔ میں تمہارا ہوا خواہ کی داد دیتا ہوں۔ مگر تمہارے ہوا خواہ اخبار نویس لکھتے ہیں کہ "تمام ملک اعلیٰحضرت شہریار غازی کے قدموں پر جان فدا کرنے پر تیار ہے" خدا جانے وہ سمجھے ہیں کہ تم۔ شنواریوں کی بغاوت اور اس آگ کی لپک تھی جو سارے ملک کے دماغ میں سلگ رہی تھی۔ مگر مجھے اس میں شک ہے کہ تمہارے لیئے میں کو اٹھام بچے بچے قابل قربانی تھی افغانستان کی فوج ضرورت کے وقت "چیل جھپوٹ" کے بے جیح ہو جاتی ہے یہی بڑا ناسور تھا اور یہی اب بھی ہے۔ زبردست افغانی قبائل میں تمہارا ساتھ چھوڑ دینے والے قربانیوں سے وہ انکار سرتا جا جا رہے ہیں چھوٹتا لیے بتاؤ کہ جب فوج ہی بھی تو حکم کسے دیا۔ تم اقرار کرتے ہو کہ۔

"میرے تمام نصائح اور عام اعلانات صدائی ہے اثر ثابت ہوئے۔"

پیروں اور مذہبی پیشواؤں کا فریضہ چنین حاصل نہ تھا پھر نصیحت کا اثر کیا ہوتا۔ یہ چند برادر منطق کے خلاف ہے۔ جو بات تمہارے نزدیک داخل گناہ تھی وہی دوسروں کی دانست میں ثواب۔ گناہ معاف کیا جاتا ہے ثواب

کی ساری تمہاری جرأت ہے۔ مگر یہ نشتر ہی از سے لیے جب بارے تخت پر توجہ کر لیا انسو ٹپکنے لیے اپنا گناہ محسوس ہوا اور تمنے بیروازقت یہ اعلان کیا کہ جواب ایسی خطا نہ ہوگی میں تمام جدید قوانین سے دست بردار ہوتا ہوں۔ حکم کا انقلاب دیر پر ہوتا ہو سمجھ تم پرنہیں۔ تم خود محتاج معلوم تھے۔ اعلان



"اور میں جو کرنا تیرا دین ایمان تو تعلیم یا عادت"
اب بچا۔ وہ عالم کبھی ڈرتے کو تیر کئی ذرا آئی تھی!"

دھرے رہ گئے۔ تم کہتے ہو کہ۔ "فتنہ قتل و نہب روکنے کی غرض سے میں نے اپنے بھائی سردار عنایت اللہ کو تخت پر بٹھا دیا اور خود قندھار چلا گیا۔ کہ بھائی کو کچھ کٹ پھیر لگاؤں" یہ بھی نقش بر آب بیشتر سے کم نہیں۔

یا غیروں سے استصواب کیے بغیر اقدم سے گئے ہو سکتے ہیں پر سلطان وقت عقل سرکز تمہارا کام تھا۔ نہ وہی رہے نہ تم۔ تمہارا یہ قول بھی خوش باوری پر مبنی ہو کہ۔ "گرچہ کہ امراء چند بچہ سقاوت ملک۔ پھر اپنا یا تو میں ان مشرقی قبائل میرے دوست تھے پہلے بجا کر چاہا افغانوں اور کابل کی رعایا کی آبادی کی میری حمایت پر متفق ہوئی۔ یہ جماعت بچہ سقو پر سچا اعتماد ہو گیا ساتھ میرے باپ دادا کے نمک حرام ملازموں نے دیا تھا جو ہزارہا روپے کے قرض ہو گئے۔ میں بچا کر یا مارو گا جو بھاگے آئے اور قبلیا بغاوت کرتے رہے۔ میرا دل بگڑ اور معاملہ بگڑ گیا۔ خیال کیا تھا کہ ہر طرف کے ہواؤں میں حق ہے میری حمایت میں حرکت کر رفاداری کی کرنے والی اپنے نقطہ بتا دو حاکا قندھار پہنچا اور میں قلات کی طرف کوچ کر کے غزنی پر دھاوا بول کر نے چاہی مگر ایک دل جلے نے سچ کہا ہو "بڑا لا افشاں نبی ساتھ" بغاوت کے اصلی اسباب کا ازالہ نہیں کیا اور دل میں بیٹھ کر دیا مجھے راضی ہو گئے۔ اہل منطق کے صدقے اس رموز فہمی کے قربان۔ پکڑے سے نجاست دور نہ کیا ہے تو عمر بھر غوطے دیئے پر بھی پاک نہیں ہو سکتا۔ کسی ملا سے پوچھ لیا ہوتا۔ تم چودھی صلح جوئی کا ادعا کر کے ہو گا۔

[illegible] مغموم ہو
دنیا کو سو سال ... بیس کی
ماہ ... کہ ... سے
سانا ... نہیں ... ہ
ایک ... زور ... ہے
دیکھیں ... بھاگ ... نیا ... ہو
... ہے

اسکے یہی معنی ہیں کہ ہم بیچارے بھاگ جاتے تھے زمین تمام کی تھیں تو ... بچے نہیں بھاگ جانے کے بیچ کچھ کی تھیں۔ حالانکہ ... فوج کی ضرورت نہیں ہوتی۔ فوج طرف جانے کے بھاگتی ہے۔ بچکیاں دکھانے کی غرض سے نہیں ہوتی۔ شرمائی ... آدمی ہم صرف ایک تلے میں تمھاری فوج کے جان سے گئے اور خونریزی کس کام ہو ہر شخص خون دیکھ کے غش کھا جائے وہ فسادی کا ... نہیں کرسکتا۔ خونریزی سے ... ہتھیار ... کے گھاٹ اترنے کے لیے میدان میں کیوں آئے ہو ... ملک واری ... سوں کی ... مرد ہا پیچھے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ ... میری نگاہ ... کبھی نہیں گزرا ... کے مقابلے میں رہنا ... ہے۔ اگر تمھارا حریف ... ظلم ... بدلے شخص ... اپنے ایمان کے خلاف ... تمھاری ... حقوق کی دلیل ہے۔ ... جو تمھارے ... چادر اوڑھ لے سے

عاشقِ عشق اور ... زندگی ...
کہ این عالم با کاطر پریشاں ... بیت

جب یہ جھوٹی ... تیس مار خاں کی سمائی ... تھی۔

ایک صاحب تھے ... کے سامنے ... سامنے بیان کر ... کھانے

... ہوتا ہے۔ میاں ... جنگ ... رہے تھے ... اور ... مار کر ... کے جو ... ایک ... نہیں ... وہ یہاں سے ... کر حکم دیا کہ تیس مار خاں ... تھوڑے ... دن میں ... تیس مار خاں مشہور ہو گئے ... تیس مار خاں ... تیس مار خاں کی رعب ... چلا ہی ... آتی تھی ... نہیں۔ ... دیا۔ اتفاق کی بات کہ شہر میں ایک جنگلی شیر آنکلا اور ... آدمی مار ڈالے ... لوگ ... بادشاہ سے کسی نے کہا ... فلاں ... میں تیس مار خاں رہتے ہیں بڑے بہادر ہیں ... شیر کا ... ہوتا ہے۔ بادشاہ نے سوار بھیجے خاں صاحب کو بلوایا۔ تعظیم کے ساتھ پاس بٹھایا شیر کا حال کہا اور خلعت دے کے رخصت کیا۔ خاں صاحب ... جنگل گئے ... بات ہے ... کے حاضر کر دوں گا لیکن گھر آتے ہی بی بی ... تیس مار خاں ... تیس مار خاں ... ہو ... تیس مار خاں ... حکم ... دیا تھا ... بی بی ... بی بی نے کہا تو پھر اس شہر سے نکل ... رہنا ہے کہیں اور ... خلعت و انعام کی رقم سے خاں صاحب نے ایک ... بات کر یہاں سے کسی طرف اسباب لاد کے نکل چلیں ... اٹھا ...

... تھا اور ... رات ... بی بی نے ... کی تیاری کی۔ خاں صاحب ... میں ... نہیں۔ ... کو ... کہاں ... اب کیا کریں۔ بی بی نے کہا باہر نکل کے ڈھونڈھ ... نہیں ہوگا۔ ... سے ... نہیں جاسکتا۔ خاں صاحب باہر نکلے۔ ... گئے ... بجلی ... کی ... میں ... دیکھا وہ تھا شیر ... ہے۔ ... گرج ... کی ... کے لیے شیر جھاڑی میں آرام کر رہا تھا ... جو شخص میں ... شیر کو ... بنا دیتے ہیں۔ شیر کا پیٹ بھرا ... سر میں ... بے خبر ... تھا خاں صاحب ... شیر کے ... گئے کان ... میں ... آنگنائی میں ... میں آگیا تھا ... نہیں۔ خاں صاحب نے موٹی موٹی رسیوں سے ... کے درخت میں ... خوب ... خاں صاحب ... آدمی ... جلال آگیا۔ ... کا ... اس ... میں فرق نظر آنے لگا ... کی صدا بلند کی خاں صاحب کو ... کی ضرورت ہو گئی ... بی بی ... بی بی ... کو ... بی بی کا ... خاں صاحب نے ... بی بی نے تسلی دی ... میں ... سے ... دے دو ...

میں آ جاؤنگی۔ مجھ پر بھی سرکاری پیادوں سے خاک کی بھبھڑی پڑ گئے۔ وہ جانتے آدمی کے جھگڑے میں گر گیا تھا۔ جاسوس نے کہہ رکھا تھا میں شہر بند ہو جاؤ دیکھ کے پیادے بدحواس ہو گئے خانصاحب کی جلاوطنی کا حکم پڑھا۔ آواز دی "آپ خانصاحب باہر تشریف لائیے۔" بی بی نے خان صاحب سے کہا "تھوڑی دیر کے لئے تم مردوں جیسا جاؤ" خان صاحب کی عقل جاتی رہی۔ بولی کیسا بے عقل ہے۔ اتنا کون ہے جو صبح صبح ہمارے آرام میں خلل ڈالنے آیا ہے" جواب ملا "ہم ہیں سرکاری پیادے۔"

خانصاحب "واہ کیا دل لگی ہے۔ جیسے آئے وہاں سے سرکاری پیادے بن کے۔ کچھ شامت آئی ہے؟ ماشاءاللہ جو قبل اللہ کے نمک کا خیال نہ ہوتا تو ابھی تم سب کا بھیجا نکال کے رکھ دیتا۔ سوچو میں گرگیا تھا پھر تو بادشاہ سلامت سے عرض کرو جیسا کتا زندہ میرے گھر میں موجود ہے کمبخت میری صورت سے اتنا ڈرتا ہے کہ اگر میرا سا شاہ اور اس کا دم ہی نکل جائیگا۔ میں کیونکر لا سکوں۔ بلکہ بادشاہ کو حکم دیا جائے کہ وہ اعتراض دل میں بکرے سے بھا کیں میں باہر نکلا گر سلطنت کا ایک عجیب جانور کی جان ہلاک ہوگی۔ خونریزی میرا کام نہیں" موعظ بیگی نے خان صاحب کے ملفوظات سے بادشاہ کو اطلاع دی۔ بلکہ گستیلوں اور پیادوں کے گھیرے میں قیصر بادشاہ کے سامنے پیش ہوا۔ جب شیر کٹہرے میں بند ہوگیا تو خان صاحب پہونچے اور آداب بجا لانے کے بعد نذر کرکے تیوروں سے کہنے لگے "خداوند! غلام سپاہی ہے ڈر کا نہیں جو کتے کے پیچھے لے۔ غلام کی بہادری اُس وقت ثابت ہوگی جب خدا نخواستہ کوئی غنیم حملہ کرے۔" تمہارا نام تیس مار خان ہے۔ تمہاری غنیم کی فوج کو شکست نہ دکھائے"

بادشاہ "اگر تم بہادر ہو تو تمہارا کیا کہنا۔ یہیں تمہاری ذات پر فخر ہے"

خان صاحب "ہر ایک کام کیجیے۔ ملک آج سے مروت۔ خدا نخواستہ بلا کی گردن پر ابھی تمہارا اور بدمزگی والا کیسی عزت رہ گئی کیا ہے"

بادشاہ "بے شک مروت"

ہفتہ عشرہ بھی نہ گزرنے پایا تھا کہ شاہی فیلخانے کا ایک ہاتھی مست ہو گیا۔ جنگل ہاتھی جا بجا درختیاں جھکتی ہوئی۔ جب بھاگ کر میں دریا کے اور تھا پار اور چھپکلی کی طرح ٹوٹے اپنا خلقت میں بھگدڑ پڑ گئی۔ خانصاحب جب مشکلات سے تیل شکاری کا حکم انہیں حکم پہنچا اور ہی بس ڈھونڈتے ہوئے گھر میں آئے۔ اور بولے کہ بی بی خدا آپ سے بچے اور سے میں بہادر بنا تھا کہیں منہ نے جھگڑ دیا تھا۔ اب کیا ہوگا۔ اے ہے ہاتھی مردود یاروں سے روند ڈالیگا۔ پاؤں سر ہو جائینگی"

خانصاحب "ہو گیا کیا۔ کچھ نہیں۔ بھاگ چلو اس شہر سے گھر بار چھوڑ دو"

خان صاحب پھر گھرجا لاٹے آدھی رات کر بیگا اور قیمتی مال گدھے پر لادا خود بیٹھے بی بی کو بٹھایا۔ بوریا بستر اپنا تیر اور نام۔ سورج سے بھار بار پاک پروردگار رخصت لے اور سیدھا میں پہونچا یہاں ہاتھی جھوم رہا تھا۔ ہاتھی دور سے نظر آیا۔ خانصاحب کی جان نکل گئی " بی بی۔ ہاتھی" بی بی اور میاں دونوں جیوں تیوں ایک اونچے درخت پر چڑھ گئے ہاتھی نے آدمی کی بو پائی۔ جھپٹا اور درخت میں ٹکریں لگانے لگا۔ وہ جار لٹکتے پھاوڑا لئے خانم کے ہاتھ میں نکلا تھا۔ ہاتھی نے انکی طرف سونڈ بڑھائی سونڈ اور بھی تھی تنہا کھلا تھا۔ خانم نے تکلا سونڈ کے سوراخ میں گرا دیا۔ تکلا شہاب ثاقب کی طرح سونڈ کے آخری حصہ میں گرا اور نرم گرم نتھنے میں پیوست ہو گیا۔ سونڈ ہاتھی کی جان ہے۔ بلبلا کے زمین پر گرے کا لوٹ۔ سر ہو گیا پھر تا جگر کھلا ز کھلا تھا ڈھلا۔ صبح کو ایک کالا کالا پہاڑ درخت کی جڑ میں ڈھیر تھا۔ بی بی نے یقین دلانے سے کہا تو چل بسا خان صاحب اترے ڈرتے ڈرتے دم چھوڑا مرنے کا یقین ہوا۔ ارادہ بدلا۔ گھر چلے۔ چلتے وقت ہاتھی کے کان کاٹ غلام کر گھر سیدھا کے دربار کی راہ لی۔ بادشاہ کے سامنے کان ڈال دیئے "یہ حضور یہ گوش کے کان حاضر ہیں۔ کمبخت بھرا ہا تھا جو خدا کی شان ایک گھونسا جو کھایا سرد ہو گیا اور ہزاروں آدمی ہاتھی صاحب وہیں لب لیٹ گئے"

ہر کہ با فولاد بازو پنجہ کرد
ساعد سیمین خود را رنجہ کرد

خان صاحب کی دھاک بیٹھ گئی۔ شہر بھر کے بچے بچے نام شجاعت کے نغمے گاتے۔ کچھ دنوں بعد زمانہ کی بیطرفی رنگ لائی۔ خان صاحب کی جان پر ایک آفت آئی۔ اسی وقت کا پاس پڑوس کی سلطنتوں کا انتظار تھا۔ ایک غنیم اس بادشاہ پر حملہ آور ہوا۔ شہر پناہ کی گرد میں بادشاہ سلامت بیٹھے خانصاحب طلب کیے گئے غنیم اور فوج کا نام سنتے ہی خانصاحب کے نسخ وسمل کے تغیر ہونے لگا۔ قرارہ کا عیب تو بھلا کہیں فراموش ہوتا ہے۔ کہنے لگے "حضور والی یہ فوج کیا ازیں ہے وہ جنگ معقول روز نکال کر بھاگتے نہ بنیگی غلام کو ایک تیر دو شاہوار درکار ہے۔ سرکار سے عنایت ہو" تھکے سے گھر کیا گھر بل میں نخا کر حضور کی ایسی جیسی آگ پر لا گہتی ہاتھ نکالا تو بیداد ہو جائیگا قرار دیا۔ سپاہ شاہ کے کی گرد بھی دکھائی نہ دیگی۔ حکم ہوا کہ خاصے کے اصطبل سے جو گھوڑا خان صاحب پسند فرمائیں وہ کھول دو۔ خان صاحب کی نظر انتخاب ایک گھوڑے پر پڑی۔ گھوڑا خوب تھا تھان پر زمین پر ٹاپوں سے کھودا تھا اور سکا ایک پاؤں ہمیشہ زمین سے اور تھا رہتا ہی



لکھنؤ کی نفیس زردوزی اور کارانی کے کام مستورات کے کپڑے جاہیں تو حافظ میٹا محمد رفیع صاحب باغ لکھنؤ کو آرڈر دیں۔


ز غارت چمنت بر بہار منت ہاست کہ گل بدست تو از شاخ تازہ تر ماند
کارخانہ صغر علی محمد علی تاجران عطر چوک لکھنؤ کے عطر میں تازہ پھولوں کی نکہت ہوتی ہے

خان صاحب کے کرتے گر اگر جاتا ہے ۔ اس پر بیچ
کے دیہاتی اور جلیل فرس سوار دیکھ کے خیال کرتا
کہ کوئی دھوبی ہے ۔ دھوبی جاتا گھڑ چڑھا دیکھ ۔
غرض خان صاحب نے خان پر سواری کا تخمیہ
دشتی گورخر کے تھے پھرے ۔ کان کھڑے ہوئے
فرمایا ۔ وحشیانہ رکھائی جھرجھرائی ۔ خانصاحب
کا دم سر کو گیا ۔ سائیس کھسک کے دیکھتا
کیا ہوتی سواری کی دولتیاں اٹھاتا ۔ ایک
پشت پر اور دوسری میرے سینہ پر ۔ اٹھ ہوئے ۔
سائیس نے حکم کی تعمیل کی ۔ خانصاحب نے
فوراً ایک بڑا ساز ہے کا کوڑا اور سر پر
اور جاتا یاد رہے کہ غول پر چڑھ
لگتیں گورخر کے پیٹ میں گھسا دیں گورخر
بڑے بیزار اور فوراً کھول دونوں کا رخ بدل دیا ۔
گورخر کے داغ میں جو ہوا بھری تو بھاگا
شہر پناہ کے دروازہ کو چلے ہیں پر دوڑ گئی
بکتی تھی ۔ اور حضرت نے قیس یارخان کے
سر کے پہچانک کھول دیا ۔ اب کھلا میدان
کا سماں لگ گورخر کے طرارے بھرنے لگے گر خانصاحب
گورخر کی پشت میں جڑے اور جکڑے ہوئے
تھے گو ایسی تیزی سے کبھی سابقہ نہ پڑا تھا ۔
میں اندر کے درخت گھٹ کے پیڑوں کا تمام کے
سیٹ جانے کا ارادہ کیا ۔ زندگی کی جڑ تمہاری
سلطنت سے زیادہ پائدار ہوتی ہے ۔ درخت
بڑھے اور کھڑ گیا ۔ کیا مجال کہ خان صاحب
سواری کی پشت میں زنجیروں سے جکڑے
ہوئے نہ ہوتے تو گر پڑتے ۔ درخت گورخر کے
جھکڑوں کی تاب نہ لا سکا ۔ میدان تھا کہ جہاں تک
نظر چل رہا تھا ۔ درخت کی جڑ اور پتوں نے
جھاڑ جو دری گورخر کا ایک تنا بلند ہوا ۔
وہ بیکار تھا نقیر کی طرح آرام سے جھول
تھی دیہاں سے ہاتھ نے گرد کا گھر نکلا
... ہرے ۔ یہ کیا بلا ہے ۔ کوئی دیو ہے ۔ نہیں
بادل کا پیرہے ۔ خدایا تیری پناہ ۔ نقیر کو خبر
ہوئی اگر دہن کی طرف سے ایک بلا نے

سیاہ جس کا سر ہے مزار کی گنبد کی طرح بڑا کالا کالا
سر نکالی دیکھو اور بڑا سا درخت اور اس کے ساتھ
تھی ہے سامانا اس طرف چلی آتی ہے ۔ معلوم ہوا
اژدہا سی بلا ہے سیاہ کے بھروسے پر ریت نے
لہو بہا ترکردی تھی ۔ اب بھاگو غریبا بھائی
اب تو بھاگو ۔ بھاگو ہوئی پہاڑ پی گئی ۔ سو ہے
کھولا یاں ہوگئے جس کا چھرہ سینگ سا ہاتھ
اٹھایا اور بھاگ نکلا کہاں کال جال نہ چھوڑا ۔
جان ہے تو جہان ہے ۔ بھگدڑ پڑی ۔ ادھر
ہمارے قیس یارخان اپنے قابو میں نہ تھے ۔
گورخر حال کی ہوا کا مشتاق تھا وہ تو پیٹ میں
میں بھرا ہوا تھا کہ غریب کی طرح کبھی کہ تعاقب
ہوتا ہے ۔ جس کو سر نگک ہے بلا ارادہ تعاقب
جاری رہا ۔ بھاگنے والوں کی پیچھے پڑا اور لوگ بھول
گئیں ۔ مگر جان بڑی چیز ہے ۔ آخر سب تیتر بتر ہو
تھکے کہ جہاں گورخر ٹھہرا وہ ہوئے رفتار سست
پڑی ایک درخت کے سایہ میں ٹھہرے ۔ گورخر کا
کھریرہ لگانے کے لئے بادشاہی سوار پیچھے پیچھے
چلے آرہے تھے دو چار گھنٹوں کے بعد وہ میدان
جنگ سے گزرے تو واہ واہ قیس کے تعاقب زبان
ہی نہیں ۔ لیسوانی الحال ۔ مقام کا نقشہ آنکھوں
اب جس یارخان صاحب کی لاش پرسش ملاحظہ ہو
نے بیچ خونریزی کے اٹھی اور کاسم سر کی تھی ۔
علیہ مبارک معلوم تھا چاچل گیا ۔ جلدی جلدی
رسیاں کاٹیں سینہ پشت کی سلیں جلد
کہیں سر سے کر ڈال دیا ۔ خان صاحب نے
کانپتے ہوئے پشت زمین سے دو سے زمین
پر تشریف لائے ۔ گرد دونوں نے بھرا کیا پاؤں
چھو کے تسلیں کیں کہ بس

وہ کام کیا کہ جو رستم سے نہ ہوگا

خان صاحب ۔ ہم نے کیا ہم جیت گئے ۔
پالا مار لیا ۔ تم ہمارے بادشاہ کے لائق ہو ؟
گوشمالی ہے تب جان حضوری کے تابعدار
میں جلیل مبارک پہنا ۔ اب حضور جلیلے چلیں
ان جنگلیوں کو بھگا حسین کرتے ۔ نقل منقول نگار

یہی یہیں ہے

خانصاحب : ورق کئے کہہ دیا اپنے
بادشاہ سے میں اب نوکری نہیں کروں گا عجب
خدا کا زنا کر دیا مجھے بہادر یگانہ کو چھتیس
دست و پاشکستہ آدمیوں کے مقابلے میں
بھیجا ہے ۔ رشک آرہی ہے ۔ بس جگ چکی اور بڑا
نعمت کھائی ۔

بہت خوشامد سے خانصاحب واپس
ہوئے ۔ جیسے اور ان کے دن پھر سے ویسے گئے
تھے کہ پھر رن آئیں ۔

الغرض قیس یارخان کا افسانہ اگر فرضی نہیں ہے
تو اجر تو ضرور ہے کوئی ذی عقل اس قسم
کے اتفاقات کی سپہ سالاری پر ملک داری
نہیں کرسکتا ۔

تمہارا یہ کہنا کہ میری شکست نے ملک کو خواب
غفلت سے بیدار کردیا ہے ۔ بڑا سے میں
تخت و تاج سے محروم ہوا تو ہوا جو اسلام کا
بیچ تیرہ بیج ہی کشت و خون کے بعد اس پر
اہل ملک ضرور غور کریں گے ۔ اگرچہ صحیح ہے لیکن
وہ وقت بہت دور ہے ۔ اگر یورپ کو ہندوستان
میں آئے صدہا سال گزر گئے ۔ باوجود متمدن قوم
ہونے کے ابھی تک نیلام کا آدمی ہیں
جہاں اگر تمہارا دل اس خیال سے مطمئن ہو جا
تو جلدی کے سر تسلیم خم کردینے میں کوئی عذر نہیں

والسلام راقم

خیرخواہ خلق سلطان ابراہیم

مولانا پیغ کی نوٹ بک

اللہ میاں کا نیا مصنف اور نئی غلط اردو — مبارک قادیانی کا تازہ نمبر نکلا۔ اس میں بعض نہایت دلچسپ باتیں درج ہیں اور قیاس ہی کی زبانی درج ہیں۔ مثلاً کہ حضرت خلیفۃ المسیح قادیان کتاب ملائکۃ اللہ میں اپنے متعلق "تحریر فرماتے ہیں کہ:

ایک دن ہوئے ایک بات دیکھی کہ کوئی [illegible] بیرا کہہ رہا تھا اس وقت بے کا ڈھیرا علاج خدا کا ہی ہے اس سے علاج کر چکا ہوں [illegible] کی اور وہ ایسی حالت تھی کہ میں پڑھ کے زمین پر لیٹ گیا اور [illegible] ان باپ سے ذکر کیا [illegible] بڑا ممکن سا خدا میں پانی پر میں زمین ہی پر سو رہا ...... جیسا کہ میں پر سو گیا تو دیکھا کہ خدا کی نصرت اور مدد کی صفت جوش میں آئی اور عورت کی شکل میں متشکل ہو کر زمین پر اتری۔ ایک عورت تھی اسکو اس نے سوئی دی اور کہا "اسے مارو" کہ یہ پانی پر سو۔ پھر اس عورت سے سوئی چھین لی۔ اس پر اس نے سوئی خود پکڑ لی اور مجھے مارنے لگی اور کہا "مارو" مگر جب اس کے مارنے کے لئے ہاتھ اٹھایا تو زور سے سوئی گھٹنے تک مار چھوڑ دیا اور کہا کہ دیکھو وہ تمہارا دوست نہیں جب اٹھو سو رہا تھا [illegible] میں تب کہ جا کر پانی پر سو گیا اسد جا کر سو رہا آپ جاگ پڑے میں کسی کے قریب پانی [illegible] سے سوئی کا نشان کہیں تھا ناب ہے گا [illegible]

مسلمانوں نے خدا کے بارے میں ہم بھی سنتے آئے ہیں کہ اس کی صفات میں [illegible] ہیں وہ مجسم نہیں ہو سکتا تو وہ تنگ دامنی بھی مجسم کی حاجت سے بری ہیں۔ یہ خیال مسلمانوں کا ہے کہ اللہ میاں کے صفات مجسم ہو کر روپ دھارن کر سکتے ہیں۔ مثلیث کی چال کی جو حل انہیں اصول پر بچائی گئی ہے۔ اب معلوم ہوا کہ نہیں صاحب " نصرت کی صفت عورت بن کے پچھلی رات کو ہمارے بندوں کے کے ڈیل میں سوئیاں چبھوتی اور خود بھی چبھوتی ہے۔ ایک بات۔ دوسری بات یہ کہ آسمان پر بھی اردو غلط بولی جاتی اور سوئی ماری نہیں جاتی۔ چبھوئی ان گھسیڑی جاتی ہے۔ "میں نے" کا ذکر اب بے کار ہوا اور "مارو" کا قبول بھی۔ خیر نصرت بی بی تو آسمان کی رہنے والی ہے اگر وہ غلط اردو بولتی ہو تو مجبوری سے۔ اسکے قول میں "اٹھو" کے ساتھ "سو رہو" سے تو بجا نہیں آخر حضرت خلیفہ صاحب تو ہندوستانی ہیں اردو جانتے اور بولتے ہیں ان پر کس زمانی قوت نے دباؤ ڈالا جو "سوئی چھوڑ دیا" فرمانے لگے۔ کیا سوئی مذکر ہے۔ ماسوا اسکے یہ بھی دریافت طلب ہے کہ "جو ان زمانی کس مرض کا علاج ہے۔ بچے کا خلیفہ اگر مرض کا نام بھی بتا دیتا تو اچھا ہوتا کہ یہ بیچاری گھیر آئی وہ خوبصورت عورت کو "سوئیاں" مروایا کرتا۔ وہ گھٹنوں میں تک سوئی کہیں ہمارا خیال سوئی اگر تھی تو "مارنے" کے ساتھ بھلا دیا۔ کیا معنی کہ جس کے ڈیل میں سوئی چبھوئی ہے وہ سوتا ہے یا روتا ہے؟

بھونڈی چال

ہمارے لارڈ اروں بھی عجیب چیستیں ہندوستان میں بالخصوص سمجھانے اور ہندوستانیوں کے دماغ میں سیاسی ہوا بھرنے کا بھی خیال ہے اور ہندوستانیوں کو اتنا بھولا بھی سمجھتے ہیں کہ جو چال وہ صوبائی کونسلوں کی میعاد بڑھا کر کھیل رہے ہیں اسکی تہ تک ہندوستانیوں کا ذہن نہیں پہنچے گا۔ ایسی بھونڈی چالیں چلنے کی بجائے قرآن کی [illegible] ہمیں تھوڑی دیر کے لئے ہم تسلیم کئے لیتے ہیں کہ سائمن کمیشن کی رپورٹ [illegible] موجودہ گورنمنٹ کے سامنے رکھ دی جائے تو جو ذہنی تصور ہے وہ بغیر جواب دئے رہ جائیگا مگر دو سال دوران میں تو کام کر گئے جو چل رہا ہے اور اس کا علاج کیا ہو گیا حالانکہ پنجاب سوراجیوں وغیرہ کی پیشگوئی پوری ہو گئی ہے کہ آخر بھی جاتی ہے تو اس سے بچنا ہو۔ خدا خیر کرے۔

جواہر الاخفا یا جوہر شباب

[illegible]

روح ... شباب

[illegible]

پیشگوئی ... آخر زمان نزول عیسیٰ علیہ السلام

[illegible]

گنجینۂ عملیات

[illegible]

کوک شاستر

[illegible]